THAT THEY MAY GAIN
UNDERSTANDING IN FAITH

کارِ دعوت کی دشواریاں اور مسائل

مصنف

فتحی یکن

مترجم

ساجد الرحمٰن صدیقی

شعبۂ دعوت و ارشاد
ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد

DATA ENTERED

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
	پیش لفظ	۱
	تعارف	۵
	مقدمہ (طبع اوّل)	۱۱
	مقدمہ (طبع دوم)	۱۳
۱ -	تحریک اسلامی گزشتہ چالیس سال کے عرصے میں	۱۵
	اسالیب کار	۱۵
	تنظیم عمل	۱۵
	وحدت فکر	۱۷
	مخالف قوتوں کا صحیح اندازہ	۱۸
۲ -	راہ دعوت کی مشکلات اور داعیان حق کی آزمائش	۲۰
	آزمائش برائے تربیت	۲۰
	دور اول کے مسلمانوں کی آزمائش	۲۲
	حضرت ابراہیم کی آزمائش	۲۳
	حضرت موسیٰ کی آزمائش	۲۴
	حضرت عیسیٰ کی آزمائش	۲۷
	عہد نبوت میں مسلمانوں کی آزمائش	۲۹
	ایذا رسانی کی مختلف صورتیں	۳۲
	صحابۂ کرام کی آزمائش	۳۴
	حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آزمائش	۳۵

Marfat.com

راہِ دعوت کی مشکلات اور داعیانِ حق کی آزمائش

آزمائش و ابتلا ہمیشہ ہی دعوتِ اسلامی کا ایک لازمہ رہی ہے کیونکہ اسلام جاہلی زندگی کے مظاہر اور اس کی تمام مشکلوں کا مخالف ہے اور اس کا رویہ تمام جاہلی عادات و اطوار کے برخلاف ہے اور جاہلی دستور و قانون کو ختم کرکے اسلامی دستور و قانون کو جاری کرتا ہے، اسلامی افکار ذہنوں میں جاگزیں کرتا ہے، اسلامی عادات و اطوار کو فروغ دیتا ہے اور اسلامی مظاہر حیات کو بروئے کار لاتا ہے۔

اسلامی دعوت کی یہی انقلابیت آزمائشوں کا سبب بنتی ہے اور چونکہ دعوت اسلام کے راستے میں آزمائشوں سے گزرنا ناگزیر ہے اس لئے اسلام نے آزمائشوں کے بارے میں اپنا ایک مخصوص مفہوم دیا ہے اور یہ ایسا مفہوم ہے جو دنیا کی کسی بھی سیاسی پارٹی اور کسی گروہ یا تنظیم میں نہیں پایا جاتا۔

آزمائش برائے تربیت

اسلامی رنگ میں رنگ جانے اور اسلام پر ثابت قدمی سے جم جانے میں آزمائش بڑی گہری تاثیر کی حامل ثابت ہوتی ہے بلکہ جب تک مدعی ایمان شدت و ابتلاء سے نہ گزرے اس کے ایمان کی حقانیت منکشف نہیں ہوتی۔ اس لئے ایمان میں ثابت قدمی کے حصول کے لئے اور نفس کو ناگوار امور کا عادی بنانے کے لئے اور قلب میں مصائب اور ابتلاء کی برداشت پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مومن ابتلاء اور آزمائش سے گزرے۔

نفس ایمان کے لئے بھی آزمائش ضروری ہے تاکہ اس میں گہرائی اور وسعت پیدا ہو کیونکہ مصائب اور آزمائش میں جس کا ایمان قوی ہو وہی ثابت قدم رہ سکتا ہے ورنہ جس کا ایمان کمزور ہوگا وہ فوراً گھبرا اٹھے گا اور اس کی ایمان کی کمزوری ظاہر ہو جائے گی۔

Marfat.com

چنانچہ فرمان الٰہی ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ
جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ط وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ
رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ط اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا
فِيْ صُدُوْرِ الْعَالَمِيْنَ ٥ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ٥

(العنکبوت ۱۰ - ۱۱)

اور بعضے آدمی ایسے بھی ہیں جو کہہ دیتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے پھر جب ان کو راہِ خدا میں کچھ تکلیف پہنچائی جاتی ہے تو لوگوں کی ایذا رسانی کو ایسا (عظیم) سمجھ جاتے ہیں جیسے خدا کا عذاب اور اگر (کبھی) کوئی مدد (مسلمانوں کی) آپ کے رب کی طرف سے آپہنچی ہے تو (اس وقت) کہتے ہیں کہ ہم تو (دین وعقیدے میں) تمہارے ساتھ تھے۔ کیا اللہ تعالیٰ کو دنیا جہان والوں کے دلوں کی باتیں معلوم نہیں ہیں (یعنی ان کے دل ہی میں ایمان نہ تھا) اور (یہ واقعات اس لئے ہوتے رہتے ہیں کہ) اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو معلوم کر کے رہے گا۔ اور منافقوں کو بھی معلوم کر کے رہیگا۔

ہر دعویٰ کے لئے دلیل لازمی ہے۔ ایمان بھی ایک دعویٰ ہے اور اس کے لئے بھی دلیل کی ضرورت ہے اور شدت اور سختی میں اسلام پر ثابت قدم رہنا ایمان کے نفس میں جاگزیں ہو جانے کی ایک واضح دلیل ہے۔

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ
لَا يُفْتَنُوْنَ ٥ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ
فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ٥

(العنکبوت: ۲ - ۳)

(بعض مسلمان جو کفار کی ایذاؤں سے گھبرا جاتے ہیں تو) کیا ان لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ وہ اتنا کہنے پر چھوٹ جائیں گے کہ ہم ایمان لے آئے اور ان کو (قسم قسم کے مصائب سے) آزمایا نہ جائے گا اور ہم تو (ایسے ہی واقعات سے) ان لوگوں کو بھی آزما چکے ہیں جو ان سے پہلے (مسلمان) ہو گذرے ہیں۔ سو اللہ تعالیٰ ان

Marfat.com

لوگوں کو (ظاہری علم سے) جان کر رہے گا، جو ایمان کے دعوے میں سچے تھے، اور جھوٹوں کو بھی جان کر رہے گا۔

دورِ اوّل کے مسلمانوں کی آزمائش

سنت اللہ یہ ہے کہ حق اور باطل کی کش مکش برپا ہو اور جب نورِ حق غالب آئے تو باطل چھٹ جائے۔

وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ۝ قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ۝

(الجن : ۱۹-۲۰)

اور جب خدا کا خاص بندہ (مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں) خدا کی عبادت کرنے کھڑا ہوتا ہے تو یہ (کافر) لوگ اس بندہ پر بھیڑ لگانے کو ہو جاتے ہیں آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔"

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝

(الصف : ۸)

یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور (یعنی دین اسلام کو) اپنے منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں۔ حالانکہ اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا کر رہے گا گو کافر لوگ کیسے ہی ناخوش ہوں۔

جب سے اللہ سبحانہ نے اپنے خلیفہ اور پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام کو اس زمین پر مبعوث فرمایا ہے دنیا میں خیر اور شر موجود ہے اور خیر و شر کی کشمکش جاری ہے اور ہر نتیجہ خیز معرکہ میں حق سرفراز ہوتا ہے اور باطل سرنگوں ہو جاتا ہے۔

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ۝ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝

(الصافات : ۱۷۱-۱۷۳)

اور ہمارے خاص بندوں یعنی پیغمبروں کے لئے ہمارا یہ قول پہلے ہی سے مقرر ہو چکا ہے کہ بیشک

23887

Marfat.com

وہی غالب کئے جائیں گے اور (ہمارا تو قاعدہ عام ہے کہ) ہمارا ہی لشکر غالب رہتا ہے۔

حضرت ابراہیم کی آزمائش

حضرت ابراہیم خلیل اللہ بھی آزمائش سے گزرے ہیں اور یہ آزمائش اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی۔ جو معرکۂ حق و باطل میں اہل ایمان کو ہمیشہ پیش آتی رہی ہے اور جس میں ہمیشہ حق کی فتح ہوتی رہی ہے اور باطل ہزیمت خوردہ ہوکر منہ چھپاتا رہا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک جاہلی معاشرے میں پیدا ہوئے تھے جو ہر لحاظ سے جاہلی معاشرہ تھا جو نوامیس الٰہی پر بھی دست اندازی کئے ہوئے تھا۔ اور جمہور کی رائے کو سراہتے ہوئے تمام احکام الٰہی کو رد کر چکا تھا اور کفر کی اس حالت پر پوری قوم راضی ہو چکی تھی۔

اس ماحول میں حضرت ابراہیمؑ نے اظہار حق کا عزم کیا اور تن تنہا اور نہتے اس جاہلیت کے مقابلے کے لئے اور اس شر کی مزاحمت کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور دربار شاہی میں جاکر ایک اللہ پر ایمان اور تمام معبودان باطل سے انکار کا اعلان کیا۔

قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ۝ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ۝ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ

(الشعرا : ۷۵-۷۷)

(ابراہیمؑ نے) فرمایا۔ کیا بھلا تم نے ان کو (غور سے) دیکھا بھی جن کی تم عبادت کیا کرتے ہو، تم بھی اور تمہارے پرانے بڑے بھی، کہ یہ (معبود دین) میرے (یعنی تمہارے) لئے باعث ضرر ہیں مگر ہاں رب العالمین کی عبادت سرتاسر نفع ہے)

داعی حق کو اس مقام پر ٹھہرنا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایمان کس قدر قوی تھا اور عظمت ایمانی ان کے قلب میں کس طرح جاگزیں تھی کہ انہوں نے تن تنہا بغیر کسی یار و مددگار کے وقت کے جابر سلطان اور بگڑی ہوئی قوم کے سامنے کلمۂ حق کہا اور کوئی پرواہ نہیں کی کہ اس عالم کسمپرسی میں جبکہ اپنے عزیز و قریب بھی ساتھ چھوڑ چکے ہیں کلمۂ حق کہنا ان کی جان کے لئے خطرناک ہو سکتا ہے لیکن انہوں نے اس حقیقت کو پیش نظر رکھا کہ حق باطل کے بالمقابل کامیاب و کامراں ہوتا ہے اور باطل

Marfat.com

ہی سرنگوں ہوتا ہے۔

اس اعلائے کلمۃ الحق کے نتیجے میں حضرت ابراہیمؑ آزمائش سے دوچار ہوتے اور انہیں آگ میں پھینک دیا گیا... لیکن بارگاہ حق میں یہ جاں نثاری وجاں سپاری قبول ہوئی اور آواز حق آئی۔

قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلَىٰٓ إِبْرَاهِيمَ ۝
وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ ۝
وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا
فِيهَا لِلْعَالَمِينَ (الانبیاء : ۶۹-۷۱)

(اس وقت) ہم نے (آگ کو) حکم دیا کہ اے آگ تو ٹھنڈی اور بے گزند ہو جا ابراہیم کے حق میں۔ اور ان لوگوں نے ان کے ساتھ برائی کرنا چاہا تھا۔ سو ہم نے انہی لوگوں کو ناکام کر دیا، اور ہم نے انہی کو (یعنی ابراہیم کو) اور (ان کے برادر زادے) لوطؑ کو ایسے ملک (یعنی شام) کی طرف بھیج کر بچا لیا۔ جس میں ہم نے دنیا جہان والوں کے لئے خیر و برکت رکھی ہے۔

حضرت ابراہیمؑ اپنی قوم کے ہاتھوں پیہم آزمائشوں سے گزرتے رہے اور ان سختیوں میں بھی دعوت حق دیتے رہے جس کے انعام کے طور پر اللہ سبحانہٗ نے آپ کو اپنے برگزیدہ رسولوں میں سے قرار دیا۔

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ
نَفْسَهُ ۚ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا ۖ وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ
لَمِنَ الصَّالِحِينَ (البقرہ : ۱۳۰)

اور ملت ابراہیمی سے تو وہی روگردانی کرے گا جو اپنی ذات ہی سے احمق ہو، اور ہم نے ان (ابراہیمؑ) کو دنیا میں منتخب کیا اور (اسی کی بدولت) وہ آخرت میں بڑے لائق لوگوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔

حضرت موسیٰؑ کی آزمائش

حضرت موسیٰؑ تو دور طفولت سے ہی آلام و مصائب کا ہدف بنے رہے کہ جب دودھ پیتے بچے تھے تو والدہ نے شب تاریک میں چپکے سے دریائے موجزن کی لہروں کے سپرد کر دیا۔ جوان ہوئے تو فرعون کی ظالمانہ گرفت سے بچتے پھرے، اس کے غیظ و غضب اور قوم کی بے اعتنائی کا نشانہ بنے۔ اہل قوم

Marfat.com

نے اور رشتہ داروں نے بیوقوف بھی کہا اور تکلیفیں بھی پہنچائیں اور ایذا رسانی میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی ایک جانب فرعون کا نشانۂ ستم بنے ہوئے تھے اور دوسری جانب قوم کا ہدف ملامت!

حقیقت یہ ہے کہ دعوت حق شدتوں اور سختیوں ہی کے مقابلے میں اپنا مقام بناتی ہے بشرطیکہ خود کارکنانِ دعوت متحد و یک جان ہوں اور فروغ حق میں ان کی مساعی میں کوئی اختلاف و افتراق نہ ہو۔

حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم کو فرعون کے ظلم و ستم سے نجات دلائی، ان کو ذلت و رسوائی کی زندگی سے نکالا اور فرعون کو اس کے اقتدار کے عروج اور اس کی شوکت کے منتہا پر پہنچ جانے کے وقت دعوت حق دی

اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا
شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ
وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ط اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝
(القصص : ۴)

فرعون سرزمین (مصر) میں بہت بڑھ چڑھ گیا تھا۔ اور اس نے وہاں کے باشندوں کو مختلف قسمیں کر رکھا تھا، کہ ان (باشندوں) میں سے ایک جماعت (یعنی بنی اسرائیل) کا زور گھٹا رکھا تھا (اس طرح سے کہ) ان کے بیٹوں کو ذبح کراتا تھا اور ان کی عورتوں (یعنی لڑکیوں) کو زندہ رہنے دیتا تھا۔ واقعی وہ بڑا مفسد تھا۔

حضرت موسیٰؑ صرف خدائے واحد پر بھروسہ کر کے راہ حق پر گامزن رہے، حق سبحانہٗ کی تائید و نصرت پر انہیں کامل اعتماد رہا اور وہ انتہائی سخت حالات میں دعوتِ حق دیتے رہے۔

ضعف بشری کے ایسے مواقع بھی آئے کہ حضرت موسیٰؑ کو ڈر اور خوف محسوس ہوا اور فرعون اور اس کے جادوگروں کے مقابلے میں اندیشہ بھی محسوس ہوا مگر ایسے مواقع پہ تائید حق ہوئی اور قلب ایمان اور طمانیت سے لبریز ہو گیا۔

فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰی ۝ قُلْنَا لَا تَخَفْ
اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰی ۝ وَاَلْقِ مَا فِیْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ
مَا صَنَعُوْا ط اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ط وَلَا يُفْلِحُ
السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰی ۝ (طٰہٰ : ۶۷-۶۹)

Marfat.com

ڈھرو

سو موسیٰؑ کے دل میں تھوڑا سا خوف ہوا۔ ہم نے کہا تم ڈور نہیں۔ تم ہی غالب رہو گے۔ اور (اس کی صورت یہ ہے کہ یہ) تمہارے داہنے ہاتھ میں جو (عصا) ہے اس کو ڈال دو۔ ان لوگوں نے جو کچھ (سانگ) بنایا ہے یہ (عصا) سب کو نگل جاوے گا۔ یہ جو کچھ انہوں نے بنایا ہے جادوگروں کا سانگ ہے اور جادوگر کہیں جاوے (معجزے کے مقابلے میں کبھی) کامیاب نہیں ہوتا۔

مصائب کی گھٹائیں اٹھتی رہیں مگر حضرت موسیٰؑ قافلہ ایماں کو لئے آگے بڑھتے رہے، آزمائشیں ان کا راستہ روکتی رہیں مگر ایمان اور عزیمت ہر سدراہ کو ہٹاتے رہے، قارون نے مال و دولت سے لوگوں کے ضمیر کا سودا کیا، حضرت موسیٰؑ پر تہمتیں لگائیں اور الزام عائد کئے مگر اللہ نے اس کے سارے حربے ناکام بنا دیئے۔

چنانچہ قرآن کریم قصۂ موسیٰؑ و فرعون کا یہ انجام بیان کرتا ہے۔

وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ۝ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ۝ اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِى الزُّبُرِ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ۝ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ۝ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ۝ (القمر : ۴۱-۴۶)

اور (فرعون اور) فرعون والوں کے پاس بھی ڈرانے کی بہت سی چیزیں پہنچیں۔ ان لوگوں نے ہماری (ان) تمام نشانیوں کو جھٹلایا۔ سو ہم نے ان کو زبردست قدرت کا پکڑنا پکڑا۔ کیا تم میں جو کافر ہیں انہیں ان (مذکور) لوگوں سے کچھ فضیلت ہے یا تمہارے لئے آسمانی کتابوں میں کوئی معافی ہے یا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری ایسی جماعت ہے جو غالب ہی رہیں گے عنقریب ان کی یہ جماعت شکست کھا دے گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔ بلکہ قیامت ان کا (اصل) وعدہ ہے اور قیامت بڑی سخت اور ناگوار چیز ہے۔

Marfat.com

حضرت عیسیٰؑ کی آزمائش

حضرت عیسیٰؑ کو اللہ سبحانہٗ نے بے حد صبر و تحمل عطا فرمایا تھا۔ آپ نے بے حد سخت حالات اور انتہائی شدید مکائد کے باوجود کارِ دعوت انجام دیا۔

حضرت عیسےٰؑ کا دور آزمائش ان کی ولادت کے ساتھ ہی شروع ہو گیا کہ ان کی ولادت میں شکوک و شبہات کا اظہار کیا گیا اور جب مرحلۂ دعوت آیا تو قوم نے سرکشی کی اور بے اعتنائی برتی۔ اور دعوت حق سے اس قدر بے رُخی اختیار کی کہ حضرت عیسےٰؑ کے کھلے کھلے معجزات بھی ان کے قلوب کی دنیا نہ بدل سکے لیکن ان سب دشواریوں کے باوجود اور قوم کے اس انکار کے باوجود حضرت عیسیٰؑ دعوت حق سے ایک لحظہ کے لئے بھی غافل نہیں ہوئے۔

آپ انتہائی حلیم الطبع اور کریم النفس انسان تھے، آپ نے کبھی جاہل لوگوں کی باتوں کا جواب نہیں دیا اور کبھی ابلاغ حق میں سختی اور درشتی اختیار نہیں فرمائی۔ ایک مرتبہ آپ کا ایک بستی پر سے گزر ہوا۔ آپ نے اہل قریہ کو دعوتِ حق دی اور آخرت کی یاد دہانی کرائی اس پر لوگوں نے آپ کی تذلیل و توہین کی اور برا بھلا کہا، مگر آپ نے اس کے باوجود ان کے حق میں کلمۂ خیر کہا اور جب آپ کے حواریوں نے اس رویّہ کی وضاحت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ جس کے پاس جو کچھ ہوتا ہے وہ وہی کچھ خرچ کرتا ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات غلت ایمانی سے پُر ہیں اور ان میں رقت نفس اور بلندیٔ اخلاق نمایاں نظر آتی ہیں۔ وہ اکثر اپنے حواریوں سے فرمایا کرتے تھے۔

"جب راہِ ایمان پر چلنے میں تمہیں دھتکارا جائے اور بُرا بھلا کہا جائے اور جھوٹے لوگ تمہارے بارے میں بری بری باتیں کریں، تو تم خوش ہو کہ یہ تمہارے لئے قابل مباہات ہے، اور آسمانوں میں تمہارے لئے اس صبر کا اجر محفوظ کر لیا گیا ہے کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ انبیاء بھی اسی طرح دھتکارے گئے ہیں۔"[1]

---

[1] انجیل متیٰ، الاصحاح الخامس

Marfat.com

"یہ تمہیں اپنی مجلسوں سے نکالیں گے اور یہ بھی وقت آئے گا کہ وہ تمہیں جان سے مار ڈالنا کارِ ثواب سمجھنے لگیں گے"[1]

یہود نے حضرت عیسیٰؑ کی دعوت کو رد کرنے اور آپ کی خبر کو لوگوں میں پھیلنے سے روکنے کی بے حد سعی کی، لیکن انہیں حق کو دبانے اور مٹانے میں کوئی کامیابی نہیں ہوئی کیونکہ حق صبح روشن سے بھی زیادہ منور ہوتا ہے اور نورِ حق کے آتے ہی باطل کے اندھیارے سمٹتے چلے جاتے ہیں۔

بالآخر یہود حضرت عیسیٰؑ کی جان کے دشمن ہو گئے اور یہ گھات لگا کر بیٹھ گئے کہ موقعہ ملتے ہی آپ کو قتل کر ڈالیں گے۔ حضرت عیسیٰؑ نے یہود کے عزائم شر کے پیش نظر اپنے چند حواریوں کے ساتھ ایک باغ میں پناہ لے لی اور بستی سے نکل کر وہاں رات گزاری۔ ایک یہودی (یہودا اسخریوطی) نے آپ کے ٹھکانے کا پتہ چلا لیا اور آ کر یہود کو بتا دیا، یہود آئے اور آپ کے انتظار میں گھات لگا کر بیٹھ گئے کہ جونہی موقع ملے آپ کو قتل کر ڈالیں مگر عیسیٰؑ روح اللہ تھے اور اللہ کے برگزیدہ نبی تھے۔ اللہ ان کا محافظ تھا اور اس کے فرشتے ان کی حفاظت پر مامور تھے۔ اور اللہ کی یہ توجہ اور عنایت یہود کی نظروں سے پوشیدہ تھی انہوں نے ایک ایسے شخص کو پکڑ لیا جو حضرت عیسیٰؑ سے گہری مشابہت رکھتا تھا، اللہ نے اس کی زبان بند فرما دی اور وہ بول نہیں سکا وہ اسے پھانسی گھاٹ کی جانب لے گئے اور اسے حضرت عیسیٰؑ سمجھ کر قتل کر دیا۔۔۔

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ (النساء : ۱۵۷-۱۵۸)

حالانکہ انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا۔ لیکن ان کو اشتباہ ہو گیا۔ اور جو لوگ ان کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں جو غلط خیال میں ہیں۔ ان کے پاس ان پر کوئی دلیل

---

[1] انجیل یوحنا، الاصحاح الثانی

Marfat.com

نہیں بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے اور انہوں نے ان کو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا بلکہ خدا تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے درست حکمت والے ہیں۔

عہد نبوتؐ میں مسلمانوں کی آزمائش

جس قدر آزمائشوں اور مصائب سے انبیاء سابقین گزرے ہیں، اسی طرح کی آزمائشیں خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بھی پیش آتی ہیں کیونکہ اسلام اول روز ہی سے جاہلیت سے متصادم تھا جاہلی معاشرے کے اوضاع کے مخالف تھا اور ان کی تبدیلی اور اصلاح کا پروگرام لے کے آیا تھا، اس لئے اسلام جاہلیت سے سمجھوتے کی روش پر نہیں چل سکتا تھا بلکہ اسلام کی منطقی روش یہی ہونی چاہیئے تھی کہ وہ جاہلی نظام کو کلیتہً مٹا کر خالص اسلامی نظام اسلامی اساسیات پر استوار کرے۔

اس دعوت کا نتیجہ یہ ہی ہوتا کہ جاہلی معاشرہ اپنی پوری قوتوں کی ساتھ اس نئی دعوت کا مزاحم اور مقابل بن جاتا۔ چنانچہ یہی ہوا کہ عرب کی جاہلیت نے اسلام دشمنی میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی اور انہوں نے اسلام قبول کرنے والوں کو جو اذیتیں پہنچائیں وہ ناقابل بیان ہوگئیں۔

اہل جاہلیت نے اسلام کو مٹانے اور اہل اسلام کو تکالیف پہنچانے کے نئے سے نئے طریقے اختیار کئے۔ اور انہوں نے قافلہ ایمان کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کیں کانٹے بچھائے اور انتہائی خبیس نفسیاتی اسالیب اختیار کئے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمتیں جواب دے جائیں۔ آپؐ کے ساتھیوں کی جماعت ایذاء رسانی، تمسخر و استہزاء اور معاشرتی مقاطعہ سے گھبرا کر اس نئی دعوت کا ساتھ چھوڑ دیں اور دوبارہ جاہلی معاشرہ میں واپس آجائیں۔

وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ
يَنْۢبُوْعًا ۝ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ
فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۝ اَوْ تُسْقِطَ
السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ
وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ۝ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ
زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ

Marfat.com

حَتّٰی تُنَزِّلَ عَلَیْنَا کِتَابًا نَّقْرَؤُہٗ ط (الاسرا: ۹۰-۹۳)

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم آپ پر ہرگز ایمان نہ لاویں گے جب تک کہ آپ ہمارے لئے (مکہ کی) زمین سے کوئی چشمہ نہ جاری کر دیں یا خاص آپ کے لئے کھجور اور انگوروں کا کوئی باغ نہ ہو۔ پھر اس باغ کے بیچ بیچ میں جگہ جگہ بہت سی نہریں آپ جاری کر دیں یا جیسا آپ کہا کرتے ہیں آپ آسمان کے ٹکڑے ہم پر نہ گرا دیں یا آپ اللہ کو اور فرشتوں کو (ہمارے) سامنے نہ (لا کھڑا) کر دیں یا آپ کے پاس کوئی سونے کا بنا ہوا گھر نہ ہو۔ یا آپ آسمان پر (ہمارے سامنے) نہ چڑھ جاویں۔ اور ہم آپ کے (آسمان پر) چڑھنے کو بھی کبھی باور نہ کریں جب تک کہ (وہاں سے) آپ ہمارے پاس ایک نوشتہ نہ لاویں جس کو ہم پڑھ بھی لیں۔

جب کافروں کے یہ سارے خیس اسالیب ناکام ہو گئے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تہمتیں لگانا شروع کیں اور آپ کو لوگوں میں ہدف طعن بنانے لگے۔ تاکہ جو لوگ آپ کو ہمیشہ صادق و امین سمجھتے رہے ہیں وہ آپ پر بھروسہ کرنا چھوڑ دیں۔

وَقَدْ مَکَرُوْا مَکْرَھُمْ وَعِنْدَ اللّٰہِ مَکْرُھُمْ ط وَاِنْ
کَانَ مَکْرُھُمْ لِتَزُوْلَ مِنْہُ الْجِبَالُ (ابراہیم: ۴۶)

اور ان لوگوں نے اپنی سی بہت ہی بڑی بڑی تدبیریں کیں اور ان کی تدبیریں اللہ کے سامنے تھیں اور واقعی ان کی تدبیریں ایسی تھیں کہ ان سے پہاڑ بھی ٹل جاویں (مگر سب گاؤ خورد ہو گئیں)

کفار مکہ جس قدر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذائیں پہنچاتے گئے آپؐ اسی قدر عزم سے اور جوش سے کار دعوت میں اضافہ کرتے گئے۔

ولید بن المغیرہ زمانۂ جاہلیت میں ایک سردار تھا اس نے ایک دن کہا کہ اے قریش کے لوگو حج کے ایام آ رہے ہیں اور عنقریب سارے عرب سے وفود آنے شروع ہو جائیں گے جن کو پہلے ہی محمدؐ کے بارے میں خبریں پہنچ چکی ہیں اب ان کے بارے میں ہم کسی ایک رائے پر مجتمع ہو جائیں اور اختلاف رائے نہ ہو ایک دوسرے کی بات جھوٹی ثابت نہ ہو، قریش نے کہا کہ ہم کہیں گے کہ محمد کاہن ہیں، اس پر اس نے کہا، قسم بخدا وہ کاہن نہیں ہیں، کیونکہ کاہنوں کو ہم دیکھتے رہتے ہیں ان کا الاپ اور تک بندیاں محمدؐ نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا کہ ہم انہیں مجنون کہیں گے، اس پر اس نے کہا کہ وہ مجنون نہیں ہیں ان میں جنون

Marfat.com

کی کوئی کیفیت موجود نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم انہیں شاعر کہیں گے اس نے کہا کہ وہ شاعر نہیں، میں، شاعری کی تمام اقسام سے ہم واقف ہیں، ان کا کلام شاعری نہیں ہے۔ ولید بن المغیرہ نے کہا کہ زیادہ بہتر یہ ہے کہ ہم محمدؐ کے بارے میں یہ کہیں کہ وہ ساحر ہیں کہ ان کے سحر سے بھائی بھائی جدا ہو جاتے ہیں اور میاں بیوی میں تفریق ہو جاتی ہے اور انسان اپنے پورے قبیلے سے بچھڑ جاتا ہے، اس پر سب کا اتفاق ہو گیا۔

اللہ سبحانہٗ نے اس ولید بن المغیرہ کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں۔

كَلَّا ۖ إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيدًا ۝ سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا ۝
إِنَّهُ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ۝ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝
ثُمَّ نَظَرَ ۝ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۝ ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۝ فَقَالَ
إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ يُؤْثَرُ ۝ إِنْ هَٰذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۝
سَأُصْلِيهِ سَقَرَ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا سَقَرُ ۝ لَا تُبْقِي
وَلَا تَذَرُ ۝ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ۝ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝

(المدثر۔ ۱۶-۳۰)

ہرگز (وہ زیادہ دینے کے قابل) نہیں (کیونکہ) وہ ہماری آیتوں کا مخالف ہے۔ اسکو عنقریب (یعنی مرنے کے بعد) دوزخ کے پہاڑ پر چڑھاؤں گا۔ اس شخص نے سوچا۔ پھر ایک بات تجویز کی سو اس پر خدا کی مار ہو کیسی بات تجویز کی (اور) پھر (مکرر) اس پر خدا کی مار ہو کیسی بات کی تجویز کی۔ پھر (حاضرین کے چہروں کو) دیکھا پھر منہ بنایا تاکہ دیکھنے والے سمجھیں کہ اس کو قرآن سے بہت زیادہ کراہت ہے) اور زیادہ منہ بنایا اور پھر منہ پھیرا اور تکبر کیا۔ پھر بولا کہ بس یہ جادو ہے (جو اوروں سے) منقول (ہے) بس یہ تو آدمی کا کلام ہے میں اس کو جلدی دوزخ میں داخل کروں گا۔ اور تم کو کچھ خبر بھی ہے کہ دوزخ کیسی چیز ہے (مقصود اس سے تہویل ہے وہ ایسی ہے کہ) نہ تو باقی رہنے دے گی اور نہ چھوڑے گی (اور وہ (جلا کر) بدن کی حیثیت بگاڑ دے گی اور اس پر انیس فرشتے (جو اس کے خازن ہیں جن میں ایک مالک ہے، مقرر) ہوں گے۔

قرآن مجید نے متعدد مقامات پر اس رویہ کی تصویر کشی کی ہے جو جاہلیت نے اسلام کے برخلاف اختیار کیا ہوا تھا۔

Marfat.com

اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ۝
قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ۝ اَمْ
تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ۝
اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ فَلْيَاْتُوْا
بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ۝ (الطور ۳۰-۳۴)

ہاں کیا یہ لوگ یوں (بھی) کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہیں (اور) ہم ان کے بارے میں حادثہ موت کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ (بہتر) تم منتظر رہو۔ سو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں کیا ان کی عقلیں ان کو ان باتوں کی تعلیم کرتی ہیں یا یہ ہے کہ یہ شریر لوگ ہیں۔ ہاں کیا یہ (بھی) کہتے ہیں کہ انہوں نے اس (قرآن) کو خود گھڑ لیا ہے بلکہ یہ لوگ تصدیق نہیں کرتے۔ تو یہ لوگ اس طرح کا کوئی کلام (بنا کر) لے آئیں اگر یہ اس (دعوے) میں سچے ہیں۔

ایذا رسانی کی مختلف صورتیں

قریش مکہ نے صرف اسی پر اکتفاء نہیں کیا کہ انہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہا، ساحر و کاہن کہا، جھوٹ گھڑے اور افواہیں پھیلائیں بلکہ انہوں نے ایذا رسانی اور تکلیف دہی کی تمام صورتیں اختیار کیں اور آپ کی جان کے بھی دشمن ہو گئے۔ مسلح لشکر لے کر مختصر سے قافلۂ ایمانی پر چڑھ دوڑے اور ہر طرف مسلمانوں کے خلاف نفرت و عداوت کی آگ بھڑکا دی اور ہبل اور لات کے پرستاران اکٹھے ہو کر اللہ کے ماننے والوں پر ٹوٹ پڑے

قریش کے سردار جمع ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سازشیں کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم نے آپؐ کی باتوں پر اس قدر صبر کر لیا ہے کہ اب برداشت کی گنجائش نہیں رہی ہے اس نے ہمارے لوگوں کی عقلوں کو خبط کر دیا، ہماری اجتماعیت پارہ پارہ کر دی ہمارے آباؤ اجداد کو برا بھلا کہا ہمارے دین کو برا کہا۔

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پہنچ گئے، آپؐ کو دیکھتے ہی سب آپؐ پر ایک جان ہو کر حملہ آور ہو گئے اور آپؐ کو ہر طرف سے گھیر لیا اور کہنے لگے کہ تم ہی یہ

Marfat.com

اور یہ کہتے ہو، آپؐ نے بڑے پُر اعتماد لہجے اور صداقت اثر آواز میں فرمایا کہ ہاں میں یہ ہی کہتا ہوں۔ اس پر سب آپؐ پر ٹوٹ پڑے اور آپؐ کو زدوکوب کیا اتنے میں حضرت ابوبکر صدیقؓ پہنچ گئے اور آپؐ کو کافروں سے چھڑایا اور فرمایا۔

اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ

کیا تم ایک شخص کو (محض) اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے۔ (المؤمن : ۲۸)

بعد ازاں مشرکین نے اشاعت اسلام سے پریشان ہو کر دارالندوہ میں ایک اجتماع کیا اور اس وقت مسلمان مدینہ منورہ ہجرت کر کے جانے لگے تھے۔ اور یہ سوچا کہ اب مسلمان مدینہ چلے گئے ہیں اور یہ موقع ہے کہ محمدؐ کا کام تمام کر دیا جائے چنانچہ انہوں نے سازش تیار کی مگر اللہ نے اس کا پردہ چاک فرمایا۔

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ (الانفال : ۳۰)

(اور اس واقعہ کا بھی ذکر کیجئے) جبکہ کافر لوگ آپ کی نسبت (بڑی بڑی) تدبیریں سوچ رہے تھے۔ کہ (آیا) آپ کو قید کر لیں یا آپ کو قتل کر ڈالیں یا آپ کو خارج وطن کر دیں اور وہ تو اپنی تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ میاں اپنی تدبیریں کر رہے تھے اور سب سے زیادہ مستحکم تدبیر والا اللہ ہی ہے۔

ہجرت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین مدینہ پہنچ گئے تو صفوان بن امیہ نے عمیر بن وہب کو کرایہ پر حاصل کیا کہ وہ مدینہ منورہ چلا جائے اور جا کر دھوکے سے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دے اور اس کے اس کام کے بدلے میں صفوان اس کا قرض اپنے ذمے لے لے گا اور اس کے خاندان کی کفالت کرے گا۔

عمیر تلوار بکف مدینہ منورہ پہنچا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے آپؐ نے اسے دیکھ کر فرمایا۔ اے عمیر قریب آجاؤ۔ اس نے جاہلیت کے طریقے کے مطابق صبح خوشگوار کہا، اور آپؐ نے فرمایا اے عمیر ہمیں اللہ نے سلام کے الفاظ کے ساتھ ملاقات کا بہتر اور موزوں طریقہ بتایا ہے اور یہ طریقہ اہل جنت کا سلام کا طریقہ ہے، وہ بولا اے محمدؐ یہ بات میرے لئے نئی ہے اس پر آپ نے پوچھا، اے عمیر کیا بات تمہیں لے کر آئی ہے۔ میں ایک قیدی کی سفارش کے لئے آیا ہوں اس کے ساتھ

Marfat.com

ذرا بہتر سلوک کیجئے، آپؐ نے فرمایا کہ تلوار کیوں پہلو میں لٹکی ہوئی ہے، عمیر بولا تلواروں کا ناس جائے ان سے ہمیں کیا فائدہ پہنچا ہے، آپؐ نے فرمایا سچ بولو کہ کیوں آئے ہو، عمیر نے کہا کہ بس میں اسی بات کے لئے آیا ہوں۔

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے اور صفوان بن امیہؓ نے حجر میں بیٹھ کر اصحاب القلیب کا ذکر نہیں کیا اور پھر تم نے یہ نہیں کہا کہ اگر مجھ پر قرضہ نہ ہوتا اور بچوں کا بوجھ نہ ہوتا تو میں محمد کو قتل کر آتا اس پر صفوان نے تمہارے قرضے کی اور بچوں کی ذمے داری اپنے اوپر لے لی کہ تم مجھے قتل کر سکو، حالانکہ تمہارے اس مقصد کے حصول کے درمیان اللہ حائل ہے۔

عمیر پکار اٹھے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ رسول خدا ہیں، ہم تو ہمیشہ ہی آپ پر وحی کے نزول کا انکار کرتے رہے ہیں مگر اس معاملے میں میرے اور صفوان کے درمیان کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ اس لئے قسم بخدا میں جان گیا ہوں کہ یہ خبر آپؐ کے پاس بذریعہ وحی آئی ہے اور خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اسلام کی توفیق عطا فرمائی اور راہِ حق دکھائی۔ اور بعد ازاں عمیر نے شہادت حق دی۔

صحابہؓ کرام کی آزمائش

عہد نبوت میں صحابہؓ کرام اور داعیان حق نے بڑی ایذائیں برداشت کیں صرف اس گناہ پر کہ وہ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے تھے اور طاغوت کے منکر ہو گئے تھے۔

یہی وہ جرم تھا جس کی بنا پر کافروں کے دل حسد اور نفرت سے بھر گئے اور بغیر کسی رو رعایت کے مومنین کی ایذا رسانی پر کمر بستہ ہو گئے اور مردوں اور عورتوں اور بچوں اور بڑوں سب کو اپنا نشانۂ ستم بنانے لگے چنانچہ ابن اسحٰق فرماتے ہیں کہ مشرکین ہر اس شخص کے دشمن ہو گئے تھے جس نے اسلام قبول کیا اور متبع رسول حق بن گیا اور انہوں نے یہ طریقہ اپنا لیا کہ ہر قبیلہ اور خاندان اپنے اپنے اسلام قبول کرنے والے افراد کی خبر گیری کرتے اور انہیں اذیتیں دے کر ترک اسلام پر مجبور کرتے۔ انہیں بھوکا پیاسا بند کر دیتے۔ اور سخت گرم دوپہروں میں برہنہ پشت سنگستان مکہ پر لٹایا کرتے تھے۔

Marfat.com

حضرت بلالؓ کی آزمائش

امیہ بن خلف حضرت بلال حبشی کو گرم دوپہر میں مکہ کے سنگستان پر لٹا کر آپ کے سینہ پر ایک بڑا پتھر رکھوا دیتا اور دھمکی دیتا کہ اسی طرح تعذیب کرتا رہوں گا۔ تاکہ مرجاؤ یا محمد کا انکار کر کے لات و عزیٰ کی پرستش کرنے لگو، لیکن حضرت بلال پورے ایمانی جوش و خروش سے احدٌ احد پکارتے رہتے۔

آل یاسر کو آزمائش

بنو مخزوم نے یاسر کے گھر والوں کو سخت سزائیں دیں انہیں مکہ کی پتھریلی چٹانوں پر لٹا کر ان کے جسموں کو گرم لوہے سے داغا گیا۔

حضرت یاسر بڑھاپے میں اس تعذیب کو نہ سہہ سکے اور رب حقیقی سے جا ملے۔ حضرت سمیہ نے دشمن خدا ابوجہل کو برا بھلا کہا اور اس نے ان کے پیٹ میں چھرا گھونپ دیا اور آپ کی آنتیں باہر آگئیں اور اللہ کی راہ میں شہید ہونے والی یہ پہلی خاتون تھیں۔

حضرت عثمانؓ بن مظعون کی شہادت

حضرت عثمان بن مظعون نے جب دیکھا کہ ان کے راہِ حق کے ساتھی تعذیب میں مبتلا کئے جا رہے ہیں اور وہ ولید بن مغیرہ کی امان میں محفوظ ہیں۔ تو فرمایا کہ ایک کافر کی امان میں رہ کر ہر مصیبت سے محفوظ رہنا میرے ایمان کی کمزوری ہے اور ولید بن مغیرہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں آج کے بعد اللہ کی پناہ کے سوا اور کسی کی پناہ کا طالب نہیں ہوں گا۔ اور آپ نے مشرکین کو برا بھلا کہا۔ اس پر ولید بن مغیرہ اٹھا اور اس زور کا تھپڑ مارا کہ ان کی آنکھ جاتی رہی اور ولید نے کہا اے بھتیجے تمہاری ایک آنکھ جاتی رہی اب تم پھر میری پناہ میں ہو تو حضرتِ عثمان نے فرمایا، نہیں بلکہ میری صحیح آنکھ بھی اللہ کی راہ میں قربان ہونے کے لئے تیار ہے اور میں اسی کی پناہ میں ہوں جو اے عبد شمس تجھ سے زیادہ باعزت اور زیادہ قدرت والا ہے۔

Marfat.com

عہد نبوتؐ میں قافلۂ ایمان اسی طرح آگے بڑھتا رہا اور اپنا راستہ بناتا رہا اور ایک شہید کے بعد دوسرے شہید کا نذرانہ راہ حق میں پیش کرتا رہا۔ آزمائش بڑھتی گئی۔ شبِ ظلم تاریک تر ہوتی گئی اور قافلہ راہ منزل دوام کی جانب قدم بڑھتا گیا۔

یہ وہ اصحاب تھے جو دنیا کی بندگی اور نفس کی غلامی سے آزاد ہو گئے۔ اور ماسوا اطاعتِ الٰہی کے ان کے لئے کوئی شے باعث خوشی باقی نہیں رہی تھی، اور وہ شہادت کو رضائے حق اور فتح باب جنت تصوّر کرتے تھے اور ان کا ایمان تھا کہ رضائے آلٰہی ہی مومن کے لئے حقیقی رضا ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ط
بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ فَرِحِيْنَ بِمَآ
اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ
لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَنْ لَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ
وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

(آل عمران: ۱۶۹-۱۷۱)

اور (اے مخاطب) جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے اُن کو مردہ مت خیال کرو بلکہ وہ تو زندہ ہیں اپنے پروردگار کے مقرب ہیں ان کو رزق بھی ملتا ہے وہ خوش ہیں، اس چیز سے جو ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا فرمائی اور جو لوگ اُن کے پاس نہیں پہنچے ان سے پیچھے رہ گئے ہیں ان کی بھی اس حالت پر وہ خوش ہوتے ہیں کہ ان پر بھی کسی طرح کا خوف واقع ہونے والا نہیں اور نہ وہ مغموم ہوں گے۔ وہ خوش ہوتے ہیں بوجہ نعمت و فضل خداوندی کے اور بوجہ اس کے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا اجر ضائع نہیں فرماتے۔

عصر نبوت میں شہداء اسلام کی ایک مثال

عصر نبوتؐ میں کتنی ہی مثالیں ایسی ملتی ہیں جن کی وجہ سے تاریخ اسلام کے صفحات مزین ہیں اور جو انسانیت کے لئے باعث افتخار ہیں۔

Marfat.com

ہم یہاں حضرت خبیب بن عدی کی مثال بیان کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ اسلام کس قدر ان کے نفس میں جاگزیں ہوگیا تھا۔

حضرت خبیبؓ کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دعوتی کام پر روانہ فرمایا جب آپ مدینہ منورہ سے باہر نکل آئے تو کافر آپ کو پکڑ کر مکہ لے آئے اور حجر بن ابی اہاب التمیمی کو فروخت کر دیا تاکہ وہ غزوہ بدر میں قتل ہونے والے اپنے باپ کے بدلے انہیں قتل کر دے...

ان کی تصلیب کا ایک دن مقرر ہوگیا اور کافر جمع ہوکر مکہ سے باہر تنعیم نامی ایک جگہ آگئے خبیب نے کہا کہ مجھے دو رکعت پڑھنے کی اجازت دو، انہوں نے اجازت دی تو آپ نے دو رکعتیں پڑھیں اور کافروں سے کہا کہ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ تم یہ سمجھو گے کہ میں موت کے ڈر سے نماز طویل کر رہا ہوں تو میں ابھی اور نماز پڑھتا، اور اسی وقت سے موت سے قبل کی یہ دو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں

جب خبیب کو پھانسی کے تختے پر کھڑا کیا گیا تو ان سے کہا گیا کہ تم اسلام سے رجوع کرلو تو ہم تمہیں چھوڑ دینگے، تو انہوں نے فرمایا کہ میں پوری روئے زمین کی دولت حاصل کرکے بھی اسلام کو نہیں چھوڑ سکتا۔

کافروں نے بہت سمجھایا کہ اسلام چھوڑ کر کفر اختیار کرلیں مگر آپ اسلام پر ثابت قدم رہے کافروں نے آپ کا رخ قبلہ سے پھیر دیا تو آپ نے فرمایا کہ

فأينما تولوا فثم وجه الله (البقرہ:۱۱۵)

پس تم لوگ جس طرف منہ کرو (ادھر ہی) اللہ کا رُخ ہے۔

اور فرمایا کہ

اے اللہ اب میرے سامنے دشمن ہے اور تیرے سوا کوئی نہیں ہے جو حبیب خدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا سلام پہنچا دے اے اللہ تو میرے محبوب رسول کو میرا سلام پہنچا دے۔

اس وقت سرکار دو عالم مدینہ منورہ میں اصحاب کے درمیان تشریف فرما تھے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت جبریل تشریف لاتے ہیں اور خبیب کا سلام پہنچا رہے ہیں۔

چالیس نیزہ بردار مشرکین خبیب کی طرف بڑھے اور کہنے لگے کہ اسے مارو کہ انہوں نے بدر میں ہمارے لوگوں کو مارا ہے

Marfat.com

خبیب نے کہا کہ اے اللہ ہمارے پاس آپ کا رسول آیا ہم نے اس کی دعوت قبول کی اے خدا تو اپنے رسول کو خبر پہنچا دے کہ ہمارے ساتھ کیا گزری ہے اے اللہ ان دشمنانِ اسلام کو شمار کرے ان کو ایک ایک کرکے مار اور ان میں سے کسی کو نہ چھوڑ۔ معاویہ بن ابی سفیان اس وقت تک کافر تھے انہیں خبیب کی بد دعا سے اس قدر ڈر لگا کہ زمین پر لیٹ گئے حکیم بن حزام وہاں سے بھاگ گئے اور جبیر بن مطعم چھپ گئے۔

جب مشرکین کے نیزے خبیب پر برسنے لگے تو وہ کعبۃ اللہ کی جانب رخ کرکے پکار اٹھے

خدا کا شکر ہے کہ اس نے میرا رخ قبلہ کی جانب کر دیا جس سے وہ خود اس کے نبی اور مومنین سب راضی ہیں ؛

بعد ازاں انہوں نے مشرکین کی جانب رخ کرکے یہ اشعار کہے۔

لقد جمع الاحزاب حولی والبوا
قبائلهم واستجمعوا کل مجمع
وقد جمعوا ابناء هم ونسائهم
وقربت من جذع طویل ممنع
الی اللہ اشکو غربتی ثم کربتی
وما جمع الاحزاب لی حول مصرعی
فذا العرش یصبرنی علی ما یرادبی
فقد یضحوا لحمی وقد یاس مطعمی
وقد خیروني الکفر والموت دونه
وقد ورفت عیناای من غیر مجزعی
وما بی حذار الموت انی مبیت
ولکن حذاری جحم نار ملفع
وذلك فی ذات الاله وان یشاء
یبارك علی اوصال شلو ممزع
فلست ابالی حین اقتل مسلما
علی ای جنب کان فی اللہ مصرعی

Marfat.com

(تمام اعراب و قبائل اور ان کی اولاد اور عورتیں میرے اوپر ہجوم کر کے میرے گرد جمع ہو گئے اور میں نے ایک مضبوط لمبے تنے کا سہارا لیا۔ اللہ کے حضور اپنے یار و مددگار ہونے اور اپنے مبتلائے مصیبت ہونے کا غرض مدعا کیا کہ یہ تمام قبائل مجھے قتل کرنے چڑھ آئے ہیں اے میرے رب جس ارادے سے انہوں نے مجھے گھیرا تو مجھے اس پر صبر و استقامت عطا فرما کیونکہ انہوں نے میرا کھانا بند کیا ہوا ہے اور اب یہ میری بوٹیاں کرنے پر تلے ہوتے ہیں انہوں نے مجھے جتلا دیا ہے کہ یا میں کفر اختیار کروں یا موت سے ہم آغوش ہو جاؤں، اور میری آنکھیں اس منظر کی اندوہناکی پر نمناک ہو چکی ہیں۔ مجھے موت کا کوئی ڈر نہیں ہے کہ ایک دن مرنا ہی ہے لیکن بھڑکتی ہوئی نار جہنم میں ڈالے جانے کا ڈر ہے، میرا یہ انجام صرف حق سبحانہٗ کی راہ میں ہے اور وہ چاہے تو کٹے پھٹے اعضا میں بھی برکت دے دے مجھے اس امر کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ راہ خدا میں میں کس پہلو گرتا ہوں درانحالیکہ میں حالت اسلام میں قتل کیا جاؤں)۔

دشمنانِ خدا حبیب کا جسم اپنے نیزوں سے چھیدتے رہے اور وہ مسلسل لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ورد کرتے رہے تا آنکہ ان کی روح جسد خاکی سے جدا ہو کر ملاء اعلیٰ پہنچ گئی۔

دور تابعین میں آزمائش

صحابۂ کرام کا دور ختم ہوا اور تابعین کا دور آیا اور تاریخ نے آزمائشوں کے نئے مراحل دیکھے اور اس دور کے جابر حکمرانوں کے ہاتھوں مومنوں کو ظلم و ستم برداشت کرنے پڑے مثلاً ۷۵ھ میں حجاج بن یوسف عراق کا والی بنا اور اس نے ظلم و جبر کے وہی طریقے اختیار کئے جو تمام مستبد اور ظالم حکمران اختیار کیا کرتے ہیں۔

اس کا دور تاریک ترین دور تھا، اس نے ہر ظلم و ستم کو اختیار کیا لوگوں کی زبان حق گویائی سے ڈال دیئے اور اپنی اطاعت سے منحرف ہونے والے ہر شخص پر تلوار سونت لی۔

سعید بن جبیر کی آزمائش

سنت آلہی یہ ہے کہ اللہ ہر دور ظلم و ستم میں ایسے افراد بھی پیدا کر دیتا ہے جو ظلم و ستم سے

Marfat.com

خائف نہیں ہوتے اور جو جابر حکمران کے سامنے کلمۂ حق کہنے سے گریز نہیں کرتے۔

سعید بن جبیر بھی ایسی ہی ایک شخصیت تھے جن کی نظروں میں دنیا بے حقیقت تھی اور جنہوں نے اپنی زندگی رضائے الٰہی کی نذر کر دی تھی۔

حجاج نے ان کے قتل کا ارادہ کر لیا اور اپنے سپاہی ان کو پکڑنے کے لئے روانہ کئے جب وہ گرفتار کر کے لائے گئے تو حجاج نے ان سے ان کا نام پوچھا۔

انہوں نے فرمایا سعید بن جبیر

اس نے ازراہ تمسخر کہا کہ تم تو شقی بن کسیر (شکستہ باپ کا بدبخت بیٹا) ہو

سعید بولے میری ماں میرے نام سے زیادہ واقف تھی۔

حجاج : تو اور تیری ماں دونوں بدبخت ہیں۔

سعید : خدا ہی غیب سے باخبر ہے۔

حجاج : میں تیری دنیا میں جہنم کی آگ بھر دوں گا۔

سعید : اگر مجھے یہ یقین ہوتا کہ تو ایسا کر سکتا ہے تو تجھے ہی خدا بنا لیتا۔

حجاج : محمد کے بارے میں کیا کہتے ہو۔

سعید : نبی رحمت اور امام ہدایت ہیں۔

حجاج : تم ہنستے کیوں نہیں ہو۔

سعید : جو شخص مٹی سے پیدا ہوا ہو اور جسے جہنم کی آگ کھانے والی ہو وہ کیسے ہنس سکتا ہے۔

حجاج : پھر ہم کیوں ہنستے ہیں۔

سعید : سب کے دل ایک جیسے نہیں ہیں۔

حجاج نے یہ سوچ کر کہ سعید کو دولت دنیا کا لالچ دیا جائے ان کے سامنے زر و جواہر پیش کئے۔ مگر قلب سعید حبِ الٰہی سے لبریز تھا اور اس میں حب دنیا کی کوئی گنجائش ہی نہیں تھی۔

چنانچہ سعید نے کہا اگر تو نے یہ خزانہ اس لئے جمع کیا ہے کہ روز قیامت یہ فدیہ دے کر چھوٹ

Marfat.com

سکے تو اس روز کوئی بھی شخص زر و مال کا فدیہ دے کر نہیں چھوٹ سکتا کیونکہ وہاں کا ایک ایک لمحہ اس قدر جاں گداز ہوگا کہ حاملہ کا حمل مارے خوف اور دہشت کے گر جائے گا۔

اس پر حجاج نے موسیقی بجائے جانے کا حکم دیا۔ جب نے اور آلات موسیقی کی صدائیں بلند ہوئیں تو سعید رونے لگے۔ حجاج نے پوچھا کہ کس بات پر روتے ہو، کیا یہ لہو ہے۔ سعید نے کہا نہیں میں غم و اندوہ سے روتا ہوں نے میں ہوا کے پھونکنے سے مجھے وہ دن یاد آ گیا جب صور میں پھونک ماری جائے گی اور جس لکڑی کی نے بنائی گئی ہے وہ بغیر حق کاٹی گئی ہے اور ان آلات میں جو تار لگائے گئے ہیں یہ جانوروں کی آنتیں ہیں اور روز قیامت جب تو مبعوث ہوگا تو یہ جانور بھی زندہ کئے جائیں گے۔

حجاج : سعید تیرا ناس ہو۔

سعید : ناس تو اس کا ہوگا جو جنت سے ہٹا دیا گیا اور جہنم میں ڈالا دیا گیا

حجاج : سعید اب تم بتاؤ کہ کس طرح قتل ہونا چاہتے ہو۔

سعید : تم ہی انتخاب کر لو کیونکہ تم مجھے جس طرح قتل کرو گے روز قیامت تم بھی اسی طرح قتل کئے جاؤ گے۔

حجاج : کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں معاف کر دوں

سعید : معاف کرنا تو اللہ ہی کے ہاتھ ہے

حجاج : اسے لے جا کر قتل کر دو۔

جب حجاج کے سپاہی سعید کو لے کر باہر نکلے تو وہ ہنسنے لگے حجاج کو اس کی اطلاع دی گئی تو اس نے پوچھا کہ کیوں ہنستے ہو۔

سعید : مجھے اللہ پر تیری جرات اور اللہ کے حلم پر تعجب ہوا۔

حجاج : اسے قتل کر دو۔

سعید : میں نے اپنا رُخ اس ذات کی جانب کر لیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، میں مسلم حنیف ہو گیا اور مشرکین میں سے نہیں ہوں۔

حجاج : قبلہ سے اس کا رُخ ہٹا دو

سعید : جدھر رُخ کرو اللہ ہی اللہ ہے۔

Marfat.com

حجاج : اسے منہ کے بل لٹا دو

سعید : اسی مٹی سے ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے، اسی میں لوٹا دیں گے اور اسی سے دوبارہ اٹھائیں گے۔

حجاج : اسے ذبح کر دو۔

سعید : اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و ان محمداً عبدہ و رسولہ

روز قیامت ملاقات تک میرا جواب یہی ہے۔ اے اللہ میرے بعد اسے کسی کے قتل پر قدرت نہ دے۔

غرض سعید کو ذبح کر دیا گیا اور ان کے بعد حجاج پندرہ دن زندہ رہا۔

دور اوّل کے مسلمانوں کی آزمائش اور آج کے مسلمانوں کی آزمائش

عرصۂ تاریخ پر آزمائش اپنی مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتی رہی ہے اور ہر دور میں اہل ایمان کی عظمت زندہ جاوید ہوتی ہے اور حق کو غلبہ حاصل ہوا ہے اور عقیدۂ اسلامی کے تراشیدہ جرأت و ہمت کے پیکر حیاتِ حق کی شمع روشن کرتے رہے ہیں اور اپنی جانیں نذر کر کے حق کو بلند و بالا کرتے رہے ہیں۔

امام حسن البنا شہید

بیسویں صدی کے آغاز میں دور جدید کے اسلام کے بطل جلیل امام حسن البناء بدعتوں اور خرافات سے بھرے ہوئے جاگیر دارانہ معاشرے میں پیدا ہوئے جس میں جاہلیت کی تمام روایات اور عادتیں موجود تھیں۔ جس کی تمام خوبیاں مغربی سامراج ملیامیٹ کر چکا تھا... اس معاشرے میں حسن البناء کی آواز گونجی جو سوتوں کو جگاتی چلی گئی غافلوں کو متنبہ کر گئی اور مومنین کے جذبات میں ہلچل مچا گئی۔ سینکڑوں افراد نے ان کی دعوت پر لبیک کہا اور تحریک اسلامی چشم زدن میں پھلنے اور پھولنے لگی۔

حسن البناء نے داعیانِ حق کی جماعت کی تیاری کی اور انہیں اس راہ کی پیش آمدہ مشکلات اور

Marfat.com

مصائب کے لئے تیار کیا، وہ فرماتے کہ

راہ حق پر چلنے میں دنیا تمہاری دشمن ہو کر تم پر ٹوٹ پڑے گی تمہارا رزق تم سے چھین لے گی اور جیلوں اور قید خانوں کے دروازے تمہارے لئے کھول دیئے جائیں گے اس لئے کہ فرمان الٰہی ہے۔

لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝

(آل عمران: ۱۸۶)

البتہ آگے اور آزمائے جاؤ گے، اپنے مالوں میں اور اپنی جانوں میں اور البتہ آگے کو اور سنو گے بہت سی باتیں دل آزاری کی ان لوگوں سے جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے ہیں اور ان لوگوں سے جو کہ مشرک ہیں اور اگر صبر کرو گے اور پرہیز رکھو گے تو یہ تاکیدی احکام میں سے ہے۔

یہ سنت اللہ ہے کہ اللہ سبحانہٗ، راہ حق پر چلنے والوں کو آزماتا ہے اور جان و مال، رزق اور اولاد کی آزمائشیں پیش آتی ہیں اور انہیں دشمنان حق کی جانب سے ہر عداوت دشمنی اور مخاصمت کو برداشت کرنا پڑتا ہے اور اللہ کے اس طریقہ کار میں کبھی تبدیلی نہیں آتی۔

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی اور ہر رسول کو ہدایت دے کر اس لئے مبعوث فرمایا ہے کہ وہ انسانوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لائے اور گمراہی سے نجات دلا کر حق کی ہدایت کرے اور تمام انبیاء کرام دشمنان حق کی جانب سے آزمائش میں مبتلا کئے گئے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ۭ
وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا (الفرقان: ۳۱)

"اور ہم اسی طرح (یعنی جس طرح یہ لوگ آپ سے عداوت کرتے ہیں) مجرم لوگوں میں سے ہر نبی کے دشمن بناتے رہے ہیں اور ہدایت کرنے کو اور مدد کرنے کو آپ کا رب کافی ہے"

ایک مجلس میں امام حسن البناء نے ارشاد فرمایا کہ میں نے خواب میں حضرت عمرؓ کو دیکھا

Marfat.com

کہ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ اے حسن تمہیں قتل کیا جائے گا، میں بیدار ہوگیا اور میں نے خدا کی حمد کی اور پھر سوگیا تو دوبارہ میں نے خواب میں یہی دیکھا اس کے بعد میں اٹھا اور فجر تک تہجد پڑھتا رہا

غرض دشمنان اسلام کے مکروفریب کا جال بچھتا رہا اور انگریزوں کے اشارے پہ ۱۹۴۹ء میں شاہ فاروق کے مقرر کردہ لوگوں نے روز روشن میں شارع عام پر امام حسن البنا کو گولی کا نشانہ بنا دیا۔

قیمت ایمان

دعوت حق میں سب سے کٹھن مرحلہ وہ ہوتا ہے جب اقتدار ظالم و جابر حکمرانوں کے ہاتھوں میں ہو۔ جو راہِ حق کے پیروکاروں کو تعذیب اور قتل کا ہدف بنائیں اور ان پر مصائب کے پہاڑ توڑ دیں مگر ان حالات میں بھی داعیان حق کار دعوت انجام دیتے رہیں اور اس دعوت کی قیمت اپنی جانوں کی صورت میں نذر کرتے رہیں کہ جب ایک مرتبہ اس راہ پر چلنے کا عہد کر لیا تو اس سے پیچھے ہٹنا داعیان حق کو زیب نہیں دیتا۔

اسلام کے خلاف سازشوں اور ریشہ دوانیوں میں دنیا کی تمام قوتیں متحد اور متفق ہیں اور اس مقصد کے لئے تمام ذرائع اختیار کر رہے ہیں۔ کیونکہ جاہلیت پرستوں کو اسلام کے سوا کسی اور نظریہ سے کوئی خطرہ نہیں ہے اور وہ یہ یقین رکھتے ہیں کہ اگر اسلام کو غلبہ حاصل ہوگیا۔ تو وہ ہمیشہ کے لئے دنیا کے اقتدار سے معزول کر دیئے جائیں گے۔

امام حسن البنا کی شہادت کے بعد تحریک اسلامی اپنے رجال کار کی جان کے نذرانے پیش کرتی رہی ہے اور مسلسل کلمۂ حق کی صدائیں ایوان اقتدار کے دروازوں سے ٹکراتی رہی ہیں۔ اور تخت و تاج ہلاتی رہی ہیں۔

امام حسن البنا شہید کے نقش قدم پر چلتے ہوئے التشریع الجنائی الاسلامی کے مصنف عبدالقادر عودہ شہید نے اپنی جان راہ حق میں سپرد حق کی اور اسی سنت کو فی ظلال القرآن کے مصنف سید قطب نے تازہ کیا۔ جنہوں نے فرمایا کہ راہ حق میں جان اللہ کی نذر کر دینا ہماری سب سے بڑی آرزو ہے اور صبح اسلام کا طلوع اب مقدر ہو چکا ہے اور افق مشرق پر اب نور کا اجالا پھیلنے ہی والا

Marfat.com

ہے چنانچہ ان کے اشعار ہیں۔

اخی ان ذرفت علی الدموع
وبللت قبری بها فی خشوع
فاوقد لهم من رفاتی الشموع
وسیروا بها نحو مجد تلید
اخی ان تمت تلق احبابنا
تروضات ربی اعدت لنا
واطیارها رفرفت حولنا
فطوبی لنا فی دار الخلود
اخی ستبید جیوش الظلام
ولیشرق فی الکون فجر جدید
فاطلق لروحک اشواقها
ترالفجر یرمقنا من بعید

اگر تم میری قبر پر آکر میری یاد میں آنسو بہاؤ تو میرے مسلمان بھائیوں کے لئے میری قبر کی خاک سے شمعیں بنا کر بھی لیجانا اور ان کے تابناک مستقبل کی راہیں روشن کر دینا۔

اگر ہماری موت آجائے گی تو ہم اپنے وہاں جانے والے احباب سے ملیں گے جنت کے باغوں میں رہیں گے، وہاں کے پرندے ہمارے گرد منڈلا رہے ہوں گے اور ہمیشہ ان نعمتوں کی مبارکباد دے رہے ہوں گے تاریکیوں کے لشکر چھٹ جائینگے، کائنات میں ایک نئی صبح طلوع ہوگی، اپنی روح کو آزاد کر کے وہ ذرا پرے صبح کے طلوع کا نظارہ دیکھو کہ کرنیں پھوٹتی نظر آرہی ہیں۔

Marfat.com

آزمائش کا مقابلہ

آج تحریک اسلامی ہر طرح کے مصائب اور مشکلات سے دوچار ہے اور اس پر ہر سمت سے آزمائشوں کی یلغار ہے، ان آزمائشوں کے مقابلہ کا واحد طریقہ صبر و ثبات اور راہ حق پر مضبوطی سے قائم رہنا ہے اور مسلسل افراد کا تیار کرتے رہنا ہے جو ہر آئندہ مرحلہ پر ان آزمائشوں کے بالمقابل پورے اترتے رہیں

تحریک اسلامی کے کارکنوں میں قربانی اور ایثار کا جذبہ ہونا چاہیئے جو انہیں ہر موقعہ پہ ثابت قدم رکھے اور ان کے نفوس سے ضعف و کمزوری اور خوف و شکست خوردگی کے جذبات نکال باہر کرے۔

تربیت و رکن سازی کے مراحل میں موجودہ ذمے داریوں اور آئندہ پیش آنے والی ذمے داریوں کا خیال رکھا جانا چاہیئے اور اس کے لحاظ سے مجاہدین حق تیار ہوں جو راہ حق میں جان و دل سے لگ جانے والے ہوں اور آرام و آسائش ترک کر کے راہِ حق کی مشکلات کو خندہ پیشانی سے قبول کرنے والے ہوں۔

اسلام کو آج ایسے پرجوش اور متحرک افراد کی ضرورت ہے کیونکہ سست اور خام عناصر آج اسلام کے معرکہ، کارزار میں اترنے کے قابل نہیں ہیں۔ اس لئے ان ذمے داریوں کو پورا کرنے کے لئے اہل افراد سامنے آنا چاہئیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح فرمایا کہ

"اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جو اپنی حد سے واقف ہو اور اسی پر جما رہے"

Marfat.com